حضرت عمر کے سرکاری خطوط

از
جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق
(استاذ ادبیات عربی دہلی یونی ورسٹی)

(۲)

۱۳- ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

[یہ خط شام کی فتوحات کے ایک نہایت نازک مرحلہ پر لکھا گیا۔ ۱۵ھ میں حمص پر مسلمانوں کی فتح کے بعد قیصر روم ہرقل نے ایک آخری کوشش مسلمانوں کو ملک سے نکالنے کی کی جو جنگ یرموک (۱۵ھ) کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد تیتالیس ہزار اور رومیوں کی چار لاکھ کے لگ بھگ بتائی گئی ہے۔ اس جنگ میں مسلمان شکست سے بال بال بچے۔ سپہ سالار ابو عبیدہ نے حضرت عمر کو لکھا:- ہمارے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ انطاکیہ (ہرقل کا شاہی ہیڈ کوارٹر) میں ہرقل نے اپنی قلمرو کے تمام صوبوں سے لشکر طلب کئے ہیں اور ایک بہت بڑی فوج ہر قسم کے سامان سے لیس جمع کی ہے، ایسی فوج آج تک بڑے بڑے بادشاہ کبھی فراہم نہ کر سکے اور جلد ہم پر حملہ ہونے والا ہے، ہم نے یہ خبر پاکر صورت حال کا جائزہ لیا اور طے کیا کہ حمص کو چھوڑ دیا جائے، اس میں شک نہیں کہ حمص کا قلعہ مستحکم ہے مگر یہاں کے ذمی باشندوں پر ہم کو اعتماد نہیں ہے، اس کے علاوہ ہمارا لشکر اور وسائل ایسے نہ تھے کہ غنیم سے ٹکر لیتے، بنابریں ہم اہل و عیال کے ساتھ دمشق آگئے ہیں اور آپ سے مدد کے طالب ہیں۔ فتوح اعثم ص ۲۷]

ے (فتوح اعثم ص ۲۷)

تمہارا خط پہنچا، مضمون سے آگاہی ہوئی، یہ معلوم کرکے افسوس ہوا کہ تم نے حمص جیسا عمدہ اور نعمتوں سے مالا مال شہر چھوڑ دیا ہے اور دمشق آگئے ہو۔

(۲) تمہاری یہ کارروائی مجھے ناپسند ہوئی، مگر میں سمجھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ حمص کے معاملہ میں تمہارے تجربہ کار اور صائب رائے ساتھیوں نے غور کیا ہوگا اور ان کی رائے میں یہی مناسب ہوگا کہ اس شہر کو (عارضی طور پر) چھوڑ دیا جائے، مجھے پورا بھروسہ ہے کہ جس کام کے بارے میں تمہارے تجربہ کار اور صائب رائے ساتھی غور وخوض کریں اور جس مہم میں تدبر کے ساتھ ہاتھ لگائیں اس کا انجام اچھا ہی ہوگا۔

(۳) تم نے کمک طلب کی ہے، میں نے عامر بن حذیم کی سرکردگی میں ایک لشکر آراستہ تمہاری مدد کے لئے روانہ کر دیا ہے جو اس خط سے پہلے پہنچے گا۔

(۴) رہی رومی لشکر کی کثرت اور ان کی ہر بار سے زیادہ فوجی تیاریاں جن کا تم نے ذکر کیا ہے تو اس سے بالکل نہ گھبراؤ، کیوں کہ فتح کا مدار کثرتِ فوج پر نہیں ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خدا کے حکم سے تھوڑی فوج بڑی فوج کو شکست دے کر تتر بتر کر دیتی ہے، خدا کی مدد پر بھروسہ کر کے دل مضبوط رکھو، کامیاب ہو گے۔"[1]

۱۴۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام

[ذیل کے خط کی شانِ نزول یہ ہے کہ شامی افواج کے سپہ سالار ابو عبیدہ کو یرموک کے مقام پر معلوم ہوا کہ رومی فوج جو ان سے لڑنے اور بزعم خود ان کو ملک سے نکالنے آرہی تھی اس کی تعداد کئی لاکھ ہے اور اس میں رومی قلمرو کے ہزاروں مذہبی رہنما کچھ تو جہاد کی خاطر اور کچھ فوج کی قومی و مذہبی غیرت ابھارنے کے لئے شامل ہو گئے ہیں۔ یہ تعداد مسلمانوں کی توقع اور تجربہ دونوں سے بہت زیادہ تھی، ان پر ہراس طاری ہو گیا، وہ خود چالیس

---

[1] فتوح اعثم ص ۳۷-۳۸)

ہزار تھے، کمانڈر ان چیف نے مشیروں کی رائے سے حضرت عمر کو ارجنٹ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا :- رومیوں نے سمندر اور خشکی سے ہمارے اوپر یورش کی ہے اور ہر اُس مرد کو بھرتی کیا ہے جو ہتیار چلانے کے قابل ہے، ان کے ساتھ قسیس اور اساقفہ بھی ہیں اور راہب جوشِ جہاد میں عبادت گاہوں سے نکل کر فوج کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں، رومی قیصر نے آرمینیا اور جزیرہ (میسوپوٹامیہ) کے صوبوں سے بھی فوجیں حاصل کی ہیں اور کل فوج کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے۔ جب مجھے ان حقائق کا علم ہوا تو میں نے مناسب نہ سمجھا کہ مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالوں یا حقیقت حال ان سے مخفی رکھوں یہ خبر سنا کر جب میں نے ان سے مشورہ کیا تو ان کی رائے ہوئی کہ سب لوگ شام کے کسی الگ تھلگ حصہ میں چلے جائیں اور اپنی فوج کو جو اِدھر اُدھر بکھری ہوئی ہے جمع کرلیں، پھر جب آپ کے پاس سے کافی کمک آجائے تو دشمن سے لڑنے نکلیں۔ امیرالمومنین بہت جلدی کیجئے اور فوج در فوج بھیجئے، اگر ایسا نہ ہوا اور مسلمان یہاں (یرموک) پڑے رہے تو سمجھ لیجئے وہ ہلاک ہو چکے اور اگر وہ ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا، ان کا مد مقابل ایک ایسا غنیم ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے، اِلّا یہ کہ خدا ان کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے یا خود کوئی فوج لے کر آئے[1]

"اما بعد تمہارا خط لے کر آیا، تم نے لکھا ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں پر سمندر اور خشکی کی طرف سے یورش کی ہے اور اپنے اَساقِفہ، قسیس اور راہبوں کو تقویت و تحریص کے لئے ساتھ لائے ہیں۔

(۲) بلاشبہ ہمارے مالک کو جس کے ہم سپاس گذار ہیں، جو ہمارا مشکل کشا ہے، جس ذاتِ گرامی نے ہم پر احسان کئے ہیں اور جو ہمیشہ ہم کو اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا ہے، ان اساقفہ اور راہبوں کی موجودگی کا اس وقت علم تھا جب اس نے محمدؐ کو

[1] فتوح الشام ازدی صہ ۱۶۰ - ۱۶۱

برحق مبعوث کیا، فتوحات سے ان کی عزت افزائی کی، اور دشمن کا دل مرعوب کر کے ان کی مدد فرمائی، جس نے فرمایا۔ اور اس کا کوئی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا: وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○

(۳) لہذا اس لشکر کی کثرت سے تم ہراساں نہ ہو، کیوں کہ خدا ان سے بیزار ہے اور جس سے خدا بے زار ہو اس کے لئے فوج اور ہتھیاروں کی زیادتی دونوں ہیچ ہے، ایسے شخص کو خدا اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

(۴) تم اپنی قلت سے بھی دل تنگ نہ ہو، کیوں کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ کبھی کم نہیں ہوتا۔

(۵) جس جگہ تم ہو وہیں ڈٹے رہو حتیٰ کہ دشمن تم سے مقابلہ کرے اور مالک کی مدد سے تم کو فتح حاصل ہو، وہی بہترین محافظ، سردھرا اور مددگار ہے۔

(۶) تم نے لکھا ہے: اگر مسلمان دشمن کے سامنے ٹھہرے رہے تو سمجھ لیجئے وہ برباد ہو چکے اور اگر دشمن سے ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا، ان کے سامنے ایسا غنیم ہے جس سے برد آزما ہونے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے، الایہ کہ خدا فرشتے بھیج کر ان کی دست گیری فرماتے، خدا کی قسم، اگر تم یہ کلمہ استثنا نہ لکھتے تو بہت برا کرتے، قسم ہے میری جان کی، اگر مسلمان ان کے سامنے ڈٹے رہے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور قتل ہوتے تو وہ ضائع نہیں ہوں گے (خدا کے ہاں ان کے لئے بڑے اچھے انعام ہیں) بڑے خوش نصیب ہیں وہ جن کو شہادت کی نعمت حاصل ہوئی

(۷) سمجھ دار مسلمانوں کے لئے ان جانبازوں میں اچھی مثال ہے جو رسول اللہ کی لڑائیوں میں لڑتے ہوتے شہید ہوتے۔ جو لوگ اسلام کی خاطر لڑے وہ نہ تو کبھی بے بس ہوتے اور نہ موت سے ڈرے۔ رسول اللہ کے بعد جو لوگ زندہ رہے وہ بھی دشمن یا

موت سے خائف نہیں ہوئے، نہ مصیبتوں کے سامنے انھوں نے کبھی گھٹنے ٹیکے بلکہ انھوں نے اپنے پیش رووں کی مثال نظر میں رکھی اور بقائے اسلام کے لئے ان لوگوں سے جہاد کیا جنھوں نے ان کی بات نہیں مانی یا اسلام سے پھر گئے۔

(۸) خدا نے صبر کرنے والی جماعت کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے: وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ٥ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ٥

ان آیتوں میں ثوابِ دنیا غنیمت اور فتح ہے، ثوابِ آخرت، مغفرت اور جنت ہے۔

(۹) میرا یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنانا اور تاکید کرنا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے مردانہ وار لڑیں اور سخت سے سخت مشکل کو برداشت کریں، خدا ان کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز کرے گا۔

(۱۰) تمہارا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ایک ایسے ہولناک لشکر سے ہے جس سے مقابلہ کی ان میں صلاحیت نہیں ہے، تو اگر تمہارے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے تو خدائے قوی میں تو ہے! ہمارا مالک ان کو برابر شکست دینے پر قادر رہا ہے خدا کی قسم اگر دشمنوں سے ہم اپنے بل پر لڑا کرتے تو وہ مدت کے ہم کو تباہ کر چکے ہوتے، ہم تو اپنے مالک خدا کے بھروسہ پر لڑتے ہیں اور اپنے بل پر بالکل اعتماد نہیں کرتے، اور اس سے نصرت ورحمت کی التجا کرتے ہیں۔

(۱۱) مجھے یقین ہے کہ چاہے تم کتنے ہی کم ہو، بہرحال فتح یاب ہوگے، ضرورت اس کی ہے کہ خدا اور اسلام کے لئے قربانی کا سچا جذبہ ہو اور اپنی ساری خواہشیں اس کی خوشنودی کے تابع ہوں، اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ

لعلکم تفلحون۔"

[منقولہ خط کا نسخہ بروایت واقدی ۱/۱۰۵ - واقدی نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ نے جب حضرت عمرؓ کو یرموک میں رومیوں سے پہلی جھڑپ کی خبر دی اور مدد طلب کی تو یہ خط لکھا گیا]

۱۵- ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - عبداللہ عمرؓ امیر المؤمنین کی طرف سے امین الامت ابو عبیدہ اور مہاجرین و انصار کو سلام علیک - اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں - تم کو معلوم ہو کہ خدا کی مدد تمہارے لئے ہماری مدد سے بہتر ہے[۲]، نیز یہ کہ فوج کی کمی بیشی پر فتح و شکست کا مدار نہیں ہوتا فتح و شکست کا مدار خدا کی مدد پر ہوتا ہے، وہ فرماتا ہے: تمہاری فوج چاہے کتنی زیادہ ہو تمہارے بالکل کام نہ آئے گی، بلاشبہ خدا مومنوں کے ساتھ ہے، بعض وقت اللہ تعالیٰ کم فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے، فتح و کامرانی کو محض عطیۂ خداوندی سمجھنا چاہیے - خدا فرماتا ہے: فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ الآیۃ - کتنے خوش نصیب ہیں خدا کے دین کے لئے شہید ہونے والے! کتنے خوش نصیب ہیں خدا پر بھروسہ کرنے والے!

(۲) جتنے مسلمان تمہارے پاس ہیں ان کو لے کر لڑنے نکل جاؤ، جو مسلمان مارے گئے ان کو دیکھ کر مایوس نہ ہو۔

---

[۱] فتوح الشام ازدی، ص ۱۶۲-۱۶۴ [۲] اس خط میں کمک یا مدد بھیجنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو صرف آسمانی مدد کے بھروسہ پر چھوڑ دیا، لیکن فتوح اعثم ص ۲۴۰ پر اس خط کا جو خلاصہ دیا گیا ہے اس میں تصریح ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے خط کے آخر میں کمک بھیجنے کا وعدہ کیا اور تین ہزار سوار روانہ کیے۔ فتوح اعثم کے مطابق یرموک کے معرکہ میں مسلمان فوجوں کی تعداد ۴۳ ہزار اور رومیوں کی چار لاکھ کے قریب تھی

[۳] فتوح الشام ازدی نے جیسا کہ بیان ہوا ابو عبیدہ نے اپنے مراسلہ میں رومیوں کی تعداد چار لاکھ بتائی ہے، لیکن فتوح الشام واقدی کے راویوں نے ابو عبیدہ کا جو خط نقل کیا ہے اس میں یہ تعداد آٹھ لاکھ ہے۔

[۴] فتوح الشام واقدی، مصر، ۱/۱۰۴ میں مذکورہ بالا خط لفظ و معنی ہر دو لحاظ سے بہت مختلف بیان ہوا ہے۔

(۳) تمھارے سامنے ان مسلمانوں کی مثال ہے جو رسول اللہ کی جنگوں میں شہید ہوئے جنہوں نے نازک موقعوں پر دشمن کے سامنے ہمت نہ ہاری، جو مولیٰ کی خاطر مرنے سے کبھی خائف نہ ہوئے، جنہوں نے مولیٰ کی خاطر جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا، جن کی زبان پر لڑتے وقت بس یہ الفاظ تھے: ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

(۴) میرا یہ خط مسلمانوں کو پڑھ کر سنانا اور ان کو دشمن سے سچے دل کے ساتھ لڑنے کی تاکید کرنا اور یہ آیت قرآنی ان کے سامنے تلاوت کرنا: یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

[منقولہ خط کا نسخہ بروایت ابن جوزی، تاریخ عمر، مصر صفحہ ۹۵]

تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے مدد طلب کی ہے۔ میں تمہاری توجہ ایسی ہستی کی طرف دلاتا ہوں جس کا لشکر منٹوں میں آتا ہے اور جس کی کمک ناقابل تسخیر ہوتی ہے اور وہ اللہ ہے اسی سے مدد طلب کرو۔ بدر کے معرکہ میں جس فوج سے محمد کو فتح حاصل ہوئی وہ تم سے کم تعداد اور کم مسلح تھی، میرا خط پاکر جہاد میں لگ جاؤ اور پھر کمک کے لئے خط نہ لکھنا۔

۱۶۔ ابوعبیدہ بن جرّاح کے نام

[یہ خط فتح یرموک کی خبر پاکر لکھا گیا]

عبداللہ عمرؓ امیرالمومنین کی طرف سے شام کے گورنر کے نام، سلام علیک، میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں۔ مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ خدا نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور ان کے دشمنوں کو سرنگوں کیا۔

(۲) اس خط کو پڑھ کر مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دو اور ہر شخص کو اس کی اہلیت کے مطابق حصہ دو، ان لوگوں کو خاص طور پر زیادہ دو جنہوں نے جنگ میں کارہائے نمایاں کئے ہیں۔

(۳) مسلمانوں کی حفاظت اور خبر گیری میں مطلق غفلت نہ کرنا۔ ان کی خدمات اور قربانی کے لئے ان کا شکریہ ادا کرو۔

(۴) جہاں مقیم ہو وہیں ٹھہرے رہو حتیٰ کہ میں نئے اقدام کے لئے ہدایت بھیجوں، والسلام علیک وعلی جمیع المؤمنین۔[۱]

۱۷۔ ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

عبداللہ عمر امیرالمؤمنین کی طرف سے گورنر ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام، میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے پوچھا ہے کہ (یرموک کے بعد) کس شہر پر فوج کشی کی جائے، اس معاملہ میں رسول اللہ کے چچازاد بھائی (علی) کا مشورہ ہے کہ بیت المقدس پر چڑھائی ہو، امید ہے خدا اس شہر عظیم کو تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا، والسلام علیک۔[۲]

۱۸۔ ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

[حلب کے باشندوں نے ابو عبیدہ سے صلح کر لی تھی، حلب کے باہر ایک نہایت مضبوط پہاڑی قلعہ تھا، جس میں علاقہ حلب کا رومی گورنر رہتا تھا، وہ محصور ہو گیا، چار پانچ ماہ تک قلعہ کا محاصرہ رہا، رومی قلعہ سے پتھر باری کرتے اور رات میں مسلمانوں

---

[۱] (واقدی ۱/۱۳۸) [۲] (واقدی ۱/۱۳۹)

پر شبخون مارتے، قلعہ فتح ہونے کی کوئی صورت نہ نکلی، ابو عبیدہ اور مسلمان پڑے پڑے اکتا گئے، ابو عبیدہ نے مرکز کو بہت دن تک خط بھی نہ لکھا، وہ منتظر تھے کہ قلعہ فتح ہو تو لکھیں، حضرت عمرؓ خط نہ آنے سے بہت پریشان تھے جیسا کہ ذیل کے خط سے ظاہر ہے]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمرؓ کی طرف سے شام کے گورنر ابو عبیدہ کو سلام علیک، ابو عبیدہ تمہیں کیا معلوم تمہارا خط نہ آنے اور تمہاری خیریت معلوم نہ ہونے سے دل کو کیسی بے کلی ہے، اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر سے جسم کو روگ سا لگ گیا ہے رات دن تمہاری یاد اور فکر ستاتی ہے، ہر وقت تمہارا ہی خیال رہتا ہے، کچھ سمجھ میں نہیں آتا تمہارا خط کیوں نہیں آتا اور تمہاری خبر کیوں نہیں ملتی، یہ بات تو نہیں کہ تم چاہتے ہو کہ صرف فتح اور غنیمت کی خوش خبری کے لئے ہی خط لکھا جائے، ابو عبیدہ اگر میں بہت دور ہوں، مگر تمہاری خیر و عافیت کے لئے ہر وقت دعا کرتا ہوں، اور دل تم سب کی عافیت کے لئے ایسا بے چین ہے جیسے ماں کا چہیتے بچے کے لئے، میرا خط پاکر اسلام اور مسلمانوں کی تقویت کے لئے ہر ممکن کوشش سے دریغ نہ کرنا۔ والسلام علیک وعلی من معک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۹۔ ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

[حلب کے بیرونی قلعہ کا جب چار پانچ ماہ تک محاصرہ رہا اور مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی تو یہ طے ہوا کہ محاصرہ اٹھا دیا جائے اور فوجیں حلب میں خیمہ زن ہوں، شاید محصور گورنر کھلے میں آکر مقابلہ۔ ابو عبیدہ نے حلب پہنچ کر قنسرین کی فتح، اور حلب کی صلح، بازنطینی سرحدوں پر حملوں، نیز قلعہ سے ہٹنے کی مرکز کو خبر دی تو حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا۔

تمہارے سفیر خط لے کر پہنچے، تم کو جو فتوحات حاصل ہوئیں، خدا نے دشمنوں کے

مقابلہ میں تمہاری جو مدد کی، اور اسلام کی خاطر جو مسلمان شہید ہوئے (؟) ان سب کا حال سن کر مسرت ہوئی، مگر میں تمہارے اس اقدام کو درست نہیں سمجھتا جو تم نے قلعہ چھوڑ کر حلب اور انطاکیہ کے درمیان خیمہ زن ہو کر کیا ہے۔ کیا تمہارے لئے یہ مناسب ہے کہ ایسے شخص کو چھوڑ کر جس کا علاقہ اور صدر مقام (حلب) فتح کر چکے ہو الگ ہٹ جاؤ اور پھر یہ خبر ہر طرف مشہور ہو کہ تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے، جس کے نتیجہ میں تمہاری دھاک گھٹ جائے، گورنر کی ساکھ بڑھے اور ان لوگوں کو تم سے لڑنے کا حوصلہ ہو جو ڈرے بیٹھے ہیں، روم کے لشکر تم سے لڑنے کو پھر آمادہ ہوں، بلکہ شام کے تمام خاص و عام میں تمہارے خلاف جارحانہ اقدام کی تحریک پیدا ہو، اور شام کے ارباب حکومت تمہارے خلاف ایک دوسرے کے ساتھ ریشہ دوانیاں شروع کر دیں پس خبردار سرزمین حلب سے اس وقت تک نہ ہٹو جب تک خدا کی مدد سے تم کو قلعہ پر فتح حاصل نہ ہو جائے،

(۲) رسالے میدانوں میں پھیلا دو، پہاڑوں اور تنگ وادیوں میں مورچے سنبھال لو، اور مَعَرّات سے حدودِ فرات تک فوجی اہمیت کے تمام مقامات کے ناکے بند کر لو۔

(۳) جو علاقے تم سے صلح کے طالب ہوں ان سے صلح کر لو، جو تم سے سمجھوتہ کریں ان سے سمجھوتہ کرو، میری جگہ خدا تمہارا اور سارے مسلمانوں کا قائم مقام ہے۔

(۴) اس خط کے ساتھ شرقی یمن کے عربوں، موالی، پیادے اور سواروں کی ایک فوج جس نے راہِ خدا میں جان دینے کا عہد کیا ہے، بھیج رہا ہوں، اس کے علاوہ اور کمک بھی برابر تمہارے پاس پہنچتی رہے گی۔[1]

۲۰۔ ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

سنہ ۱۷ھ میں نصرانیت اور قیصر کا سب سے بڑا مرکز انطاکیہ فتح ہوا، ابو عبیدہ

[1] واقدی ۲ / ۳۶

نے اس کی خبر حضرت عمرؓ کو دی اور لکھا کہ یہ جگہ اتنی عمدہ اور دل لگاؤ ہے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر زیادہ عرصہ عرب یہاں مقیم رہے تو عیش و آرام کے عادی ہو جائیں گے، لہٰذا جلد ہی حلب واپس آگیا، اس کے علاوہ انھوں نے خلیفہ سے آئندہ عسکری اقدام کے بارے میں مشورہ کیا کہ آیا بازنطینی سرحدوں پر فوج کشی کریں یا کچھ دن ٹھہرے رہیں، انھوں نے خط میں یہ شکایت بھی کی کہ عرب رومی عورتوں پر شیفتہ ہوتے جارہے ہیں اور ان سے شادی کے خواہش مند ہیں، حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمرؓ کی طرف سے شام کے گورنر ابو عبیدہ کو سلام علیک، میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ شکر گذار ہوں خدا کا اس فتح کے لئے جو اس نے مسلمانوں کو عطا کی، جس نے آخرت کے انعام اہلِ تقویٰ کے لئے مخصوص کئے، جو برابر ہم پر مہربان اور ہمارا معاون رہا ہے۔

(۲) تم نے جو یہ لکھا ہے کہ انطاکیہ اتنی عمدہ اور دل لگاؤ جگہ ہے کہ میں نے مصلحتاً وہاں قیام نہیں کیا تو اس باب میں مجھے یہ کہنا ہے کہ خدا نے عمدہ اور لطیف چیزیں نیکوکارا ور اہلِ تقویٰ پر حرام نہیں کی ہیں، اس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: پیغمبرو! عمدہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو، میں تمھارے سارے افعال سے واقف رہتا ہوں۔ بنا بریں تم پر لازم تھا کہ تھکے مجاہدین کو وہاں ٹھہرا کر سستانے، آرام کرنے اور خورد و نوش کا سیر ہو کر لطف اٹھانے دیتے۔

(۳) تم نے لکھا ہے کہ بازنطینی سرحدوں میں جو تمہارے دشمن کے عقب میں ہیں داخل ہونے کے لئے تم میرے حکم کے منتظر ہو، تو بھئی میں غائب ہوں تم حاضر، حاضر جو امور دیکھا اور سمجھ سکتا ہے وہ غائب دیکھ اور سمجھ نہیں سکتا تم دشمن کے سامنے ہو اور تمھارے جاسوس ہر وقت تم کو اس کی خبریں پہنچاتے ہوں گے، پس اگر تمہاری

رائے ہیں سرحدوں پر فوج کشی مسلمانوں کے لئے بہتر ہو تو وہاں دستے بھیج دو، اور آمد و رفت کے پہاڑی راستوں کی ناکہ بندی کرلو، دستوں کے ساتھ ایسے لائقِ اعتماد نصرانی عرب ساتھ کردو جو ان کی رہبری کرسکیں۔

(۴) اگر سرحدی علاقہ کے لوگ صلح کی پیش کش کریں تو اس کو قبول کرلو، اور شرائطِ صلح کی بہ تمام وکمال پابندی کرو۔

(۵) تم نے جو یہ لکھا ہے کہ رومی عورتوں کا جمال دیکھ کر عرب ان سے شادی کے خواہش مند ہیں، تو میری رائے ہے کہ جن لوگوں کی حجاز میں بیویاں نہ ہوں ان کو شادی کی اجازت دے دو، اور جو رومی کنیزیں خریدنا چاہیں ان سے بھی تعرض نہ کرو، ان کو ملوث ہونے سے بچانے کی یہ بہترین تدبیر ہے۔ والسلام علیک وعلی من معک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔[1]

۲۱۔ ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

[حَلَب، انطاکیہ اور مَنبج کی فتح کے بعد ۱۵ھ میں (بقول واقدی) ابو عبیدہ نے بازنطینی سرحدوں (دُروب) کی طرف فوجی دستے بھیجے تھے، انھوں نے رومیوں کو کافی نقصان پہنچایا، اور بہت سامالِ غنیمت حاصل کیا، مگر اُن کے ایک فوجی افسر عبداللہ بن حذافہ کو رومیوں نے پکڑ لیا، گرفتاری کی خبر حضرت عمرؓ کو کی گئی تو ان کو بہت افسوس ہوا اور انھوں نے بازنطینی قیصر کو ذیل کا خط لکھا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حمد ہے اس خدا کی جس کے نہ بیوی ہے نہ بچہ، اور درود بھیجتا ہوں اس کے نبی خاتم محمدؐ پر، عبداللہ عمر امیرالمؤمنین کی طرف سے، میرا یہ خط پاتے ہی اس قیدی کو لوٹا دو جو تمہارے قبضہ میں ہے اور جس کا نام عبداللہ بن حذافہ ہے، اگر تم نے ایسا کیا تو امید ہے ہدایت پاؤ گے ورنہ میں جوانوں کی ایک فوج بھیجوں گا جو ان جن کو تجارت یا دنیا کے دھندے خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے، والسلام علی من اتبع الھدیٰ وخشی عواقب الردیٰ۔

---

[1] واقدی ۳/۱۳۷، [2] (واقدی ۲/۸، مصر